Fikr-o-Nasar (Islamabad) 13:10 (1976)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

نظرات

اپریل کا مہینہ شاعرِ اسلام علامہ اقبالؔ کی وفات کا مہینہ ہے ۔ اس نسبت سے اس مہینے میں اقبالؔ کی حیات اور شاعری اقبالؔ کے فکر اور پیغام کے مختلف پہلوؤں پر اخبارات و رسائل مضامین اور مقالے شائع کر کے اقبالؔ کی تعلیم کو عام کرتے ہیں ۔ اقبالؔ کا نام ہماری تاریخ میں ہمیشہ عزت و احترام سے یاد رکھا جائے گا۔ علامہ نے عصرِ حاضر کی زبان میں اسلامی فکر کو پیش کر کے ملتِ اسلامیہ کی جو خدمت کی ہے، ملت کی طرف سے اس کا ادنیٰ صلہ یہی ہو سکتا ہے۔ ہم نے دو مضامین اقبالؔ سے متعلق سیرت نمبر مارچ میں پیش کئے تھے۔ وہ مضامین بیک وقت سیرت النبیؐ اور اقبالؔ دونوں سے متعلق تھے۔ تین مضامین اس تازہ شمارے میں بھی اقبالؔ کی نذر ہیں۔ ہم جزوی طور پر اس شمارے کو اقبالؔ نمبر کہہ سکتے ہیں۔ ۱۹۷۷ء میں اقبالؔ کا صد سالہ جشنِ ولادت منانے کا پروگرام ہے۔ حکومتِ پاکستان نے اس کے اہتمام کا فیصلہ کیا ہے اور اس موقع پر ہمہ جہتی پروگراموں کے ایک طویل سلسلے کا اعلان کیا ہے جس کی تفصیلات اخبارات میں آ چکی ہیں ۔ اس موقع پر فکر و نظر بھی حسب توفیق اپنا فرض پورا کرے گا۔ انشاء اللہ

اقبالؔ کو عزت اور اعتراف کے مختلف نام دیئے گئے ہیں ۔ پاکستان کا تصور دینے کی نسبت سے ان کو مصورِ پاکستان کا لقب دیا گیا۔ مغرب کے مقابل مشرق کی نمائندگی کی رعایت سے شاعرِ مشرق اور امتِ مسلمہ کی پاسداری کا لحاظ کر کے حکیم الامت کے القاب بھی دیئے گئے۔ یہ سب القاب اپنی اپنی جگہ درست اور برمحل ہیں مگر ظاہر ہے ان کی نوعیت اضافی ہے۔ اقبالؔ کے اصل کام کو دیکھتے ہوئے جو لقب ان پر سجتا ہے وہ شاعرِ اسلام ہے ۔ جن لوگوں نے اقبالؔ کے کلام اور ان کی نثری تحریروں کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے وہ اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اقبالؔ کے فکر کا محور اسلام اور صرف اسلام

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

ہے۔ اور اسلام بھی روایتی ہمارا اور آپ کا اسلام نہیں، کتاب وسنت کا اسلام۔ ہماری نظر میں اقبالؔ کا سب سے بڑا کام یہی ہے اور یہ ان کی عظمت کے اعتراف کے لئے کافی ہے کہ انھوں نے ٹھیٹ اسلام کو سمجھا اور اسے ٹھیٹ انداز میں پیش کر دیا۔

اقبالؔ کا ایک شعر ہے ؎

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنالیتی ہے تصویریں

اقبالؔ کے افکار کا مطالعہ کرتے وقت ایک باخبر قاری قدم قدم پر اس تجربے سے دوچار ہوتا ہے کہ اقبالؔ نے اس مشکل پر قابو پالیا تھا۔ ورنہ دیکھا گیا ہے کہ بڑے بڑے لوگ' اہل اللہ' اتقیاء اور اولیاء تک فکری مسائل میں صحیح نتائج تک پہنچنے میں ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اقبالؔ کے ایسے تمام افکار کو یکجا کرنے کی ضرورت ہے جہاں اسلامی نقطۂ نظر سے ان کا تیر ٹھیک ٹھیک نشانے پر لگا ہے۔ موجودہ دور میں مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے ایسے افکار کی نشر و اشاعت ازبس ضروری ہے۔ فکری انتشار' الحاد اور گمراہی کے ماحول میں اقبالؔ کے یہ افکار اسلام کے سچے اصولوں کو سمجھنے میں بڑی مدد دیتے ہیں۔ لیکن یہ کام کوئی بالغ النظر خداترس عالمِ دین ہی کر سکتا ہے جو قرآن وحدیث کو اساس بنا کر اقبالؔ کے افکار کی تنقیح کر سکے۔ اقبالؔ کے فکر میں ارتقائی مدارج ہیں ان کا بھی تنقیدی نظر سے مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اقبالؔ کے اصل افکار وہی ہیں جو انھوں نے عمر کی پختگی اور ذہنی بلوغ کے بعد پیش کئے۔ اس شمارے کا ایک مضمون "اقبالؔ کے خطوط کا نظریاتی پہلو" اقبالؔ کے ایسے ہی افکار سے روشناس کراتا ہے۔ مضمون نگار اسلامی ذہن کے آدمی ہیں ان کا اندازِ نظر دینی ہے۔ انھوں نے ایمان داری سے اقبالؔ کے اصل نظریات کا عکس ان کے خطوط کے آئینے میں دکھانے کی کوشش کی ہے۔ ورنہ آجکل کے دانشور اور ادیب تو اقبالؔ کو وہ کچھ بنا کر پیش کرتے ہیں جو وہ ہرگز ہرگز نہ تھے۔ اقبالؔ سے متعلق اس شمارے کا دوسرا مضمون "اقبال اور حسنِ ازل" ہے۔ اس مضمون میں اقبالؔ کا مطالعہ ایک اور زاویہ سے کیا گیا ہے۔ یہ کوئی علمی مضمون نہیں۔ اس میں ادبی چاشنی اور ذوقِ جمال کا عنصر غالب ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبالیات کے ایک ایسے پہلو پر قلم اٹھایا ہے جو اگرچہ نیا نہیں مگر بہرحال نئی معلومات فراہم کرتا ہے۔ ڈاکٹر ریاض ان دنوں ایران میں مقیم ہیں۔ ان کی فراہم کردہ معلومات ان کے ذاتی علم اور تجربہ پر مبنی ہیں اس لئے مستند کہی جا سکتی ہیں۔ مضمون مختصر مگر مفید ہے۔

فکر و نظر کا اگلا شمارہ

مئی کا فکر و نظر ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی نمبر ہوگا۔ انشاءاللہ۔ مئی کے پہلے ہفتے میں ادارے کا یوم تاسیس منایا جارہا ہے۔ اس موقع پر یہ نمبر شائع کیا جائے گا۔ ادارہ باقاعدہ اور رسمی طور پر ۱۹۶۱ء مارچ کو قائم ہوا۔ اس رعایت سے مارچ میں یوم تاسیس منایا جانا تھا۔ مگر بعض دوسرے کاموں کی وجہ سے یوم تاسیس معرض التوا میں پڑ گیا اور اس کے ساتھ ہی فکر و نظر کے خصوصی شمارہ کی اشاعت بھی ملتوی ہوگئی۔ خصوصی شمارے میں ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے متعلق معلوماتی قسم کے مضامین جمع کئے گئے ہیں۔ کوشش کی گئی ہے کہ یہ نمبر ادارہ کے ہر پہلو پر حاوی ہو۔ اس شمارے کے کچھ مضامین کے عنوانات یہ ہیں:۔

• مسائل تحقیق • اسلامی تحقیقات کا مفہوم • اسلامی تحقیقات کی ضرورت • اسلامی تحقیقات، مقصد و منہاج • اسلامی تحقیق۔ کرنے کے کام • مستشرقین کی تحقیقات پر تحقیق کی ضرورت • ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، ایک اجمالی تعارف • ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کی مطبوعات • غیر مطبوعہ اور زیرِ طبع مسوّدات • ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے مجلّات • ادارۂ تحقیقات اسلامی کا کتب خانہ • کتب خانے کے علمی نوادر • ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کا ریسرچ اسٹاف • ادارۂ تحقیقات اسلامی اور رائے عامہ • ادارہ زائرین کی نظر میں۔ اور دوسرے۔

فحش رسالوں کی بھرمار

ریاض الحق صاحب نے ایبٹ آباد سے لکھا ہے:۔

آپ کے موقر رسالے کا اداریہ (شمارہ جنوری ۱۹۶۷ء) چٹان لاہور میں پڑھا جس میں آپ نے عریانی اور فحاشی کی روزافزوں ترقی پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ریڈیو، ٹی وی اور فلموں کو اس کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ آپ کی تحریر سے دکھ اور رنج کا اظہار کھلے لفظوں میں ہو رہا ہے۔ آپ کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ عریانی اور فحاشی کی ترقی میں ان اداروں کا بڑا حصہ ہے۔ لیکن آپ نے اخلاق سوز

اور فحش رسالوں، لچر اور پوچ لٹریچر کے متعلق کچھ نہیں لکھا جو برساتی کیڑوں کی طرح نکل رہے ہیں۔ فلمی رسالے اور ڈائجسٹ قسم کے پرچے ایسی بکواس اور فحش کہانیاں شائع کرتے ہیں کہ انہیں پڑھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ یہ رسالے ایسی ایسی عریاں تصاویر شائع کرتے ہیں کہ انہیں دیکھ کر بے حجابی کو بھی پسینہ آجائے۔ اسی طرح بعض ڈائجسٹ کھلے بند ہندو دھرم کا پرچار کرتے ہیں۔ ان میں رنگ رلیوں سے بھرپور کہانیاں شائع ہوتی ہیں۔ اب ان کے ہاتھوں انبیائے کرام کی مقدس زندگی اور پاکیزہ سیرت بھی محفوظ نہیں رہی۔ جب تک ان منابع کو بند نہیں کیا جائے گا، عریانی اور فحاشی کا خاتمہ نہیں ہوگا۔

ریاض الحق صاحب کے خیالات سے ہر وہ شخص اتفاق کرے گا جو پاکستان کو اسلام کا گہوارہ سمجھتا ہے اور یہاں کی معاشرت میں فحاشی اور بے حیائی کی جگہ پاکیزگی اور حیاداری کا فروغ چاہتا ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں ہمارے ہاں عریانی اور فحاشی میں جس رفتار سے اضافہ ہوا ہے، خدانکردہ یہی رفتار قائم رہی تو ہم بہت جلد اس حالت کو پہنچ جائیں گے جس کے بعد عذابِ الٰہی ناگزیر ہو جاتا ہے۔ ریاض صاحب نے اپنے مراسلے میں عریانی اور فحاشی کے جس منبع کا ذکر کیا ہے اس کی تباہ کاریوں سے بھلا کون انکار کر سکتا ہے۔ مخرب اخلاق، حیاسوز، ذہنی آوارگی اور جنسی بے راہ روی پھیلانے والے یہ رسائل بلاشبہ سوختنی ہیں۔ اگر ان کا بروقت تدارک نہ کیا گیا تو محسوس یوں ہوتا ہے کہ ہماری نسل کی نسل تباہ ہو جائے گی۔ مگر پھر وہی سوال سامنے آتا ہے کہ بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے۔ اس کا ذمہ دار کس کو ٹھہرایا جائے۔ اس مقام پر پھر وہی بحث کا سلسلہ چل نکلے گا۔ ضرورت بحث و تحیص کی نہیں عمل اور اقدام کی ہے۔ سو جس کسی کو اللہ تعالیٰ نے احساسِ زیاں سے بہرہ مند کیا ہے اور جس کسی کو صورتِ حال کی نزاکت کا شعور ہے اسے چاہیئے کہ اس وبا کی روک تھام کے لئے حتی المقدور کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کی ذمہ داری سے صرف اسی طرح بری ہو سکتے ہیں۔ رہا ہمارا کام تو ہم ٹھہرے ایڈیٹر اداریہ لکھ کر مضمون چھاپ کر ہی ہم اپنا فرض پورا کر سکتے ہیں۔

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس — در بندِ آں مباش کہ نشنید یا شنید